

اکرام اللہ ساجد کیلانی

روزہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

روزہ کے لئے قرآن مجید، حدیث نبوی اور عربی لغت میں لفظ صوم ”استعمال ہوا ہے جس کے معنی رک جانے کے ہیں۔ اصطلاح شرع میں صوم، اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے پیٹ اور نفسِ آمارہ کی شہوت رانی سے باز رہنے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”هو الامتناع عن الطعام والشراب والوقاع بنية خالصة لله عز وجل“

کہ ”خالصِ رفا سے الہی کی نیت سے کھانے پینے اور مجامعت سے رک جانے کا نام روزہ ہے“
قرآن مجید کی متعدد جہزیل آیت بھی یہی مفہوم حاصل ہوتا ہے:

فَالَّذِينَ بَشَرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكَلُوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض
من الخيط الاسود من الفجر ثم اتوا الصيام الى البيل“ الآية

یعنی مجامعت اور کھانے پینے کی اجازت صبح صادق تک ہے، پھر رات تک روزہ کو پورا کرنا یعنی ان باتوں سے باز رہنا ہوگا۔

روزہ کی حقیقت:

قرآن مجید میں ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ“

کہ ”اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ“

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ روزہ تمام عبادات میں سے ایک انفرادی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ اسلام کے دیگر ارکان ظاہری ہیں۔ مثلاً نماز پوشیدہ نہیں رہ سکتی، مسجد میں نماز کے وقت ایک جم غفیر جمع ہوتا ہے، بیسیوں یا سینکڑوں آدمی ایک دوسرے کے ساتھ اور ایک دوسرے کے سامنے نماز ادا کرتے ہیں، یہی حال حج کا ہے، زکوٰۃ بھی کم از کم دو آدمیوں پر ظاہر ہوگی، ایک دینے والا اور دوسرا لینے والا، لیکن روزے کا معاملہ ان تمام سے مختلف ہے۔ یہ راز سوائے روزہ دار کے اور اللہ احکم الخائکین کے کوئی دوسرا نہیں جان سکتا کہ کون روزہ دار ہے اور کون روزہ سے نہیں۔ شدید گرمی میں روزہ دار دن میں کئی مرتبہ کھلی کرتا ہے۔ اور اگر وہ پانی کے چند قطرے یا گھونٹ پیٹ میں اتارنا چاہے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے اس فعل سے باز رکھ سکتی ہے اور نہ ہی اس کی اس حرکت کو نوٹ کر سکتی ہے، لیکن اس کے باوجود وہ ایسا نہیں کرتا، یہ احساس کہ اللہ سے اس کی کوئی بات، کوئی فعل اور کوئی حرکت پوشیدہ نہیں، اسے پانی پینے کی شدید خواہش پر قابو پانے میں مدد دیتا ہے اور وہ حکم الہی کی حکم عدولی سے باز رہتا ہے۔ گویا وہ صرف اللہ کے ڈر سے تنہائی میں پانی نہیں پیتا مگر سے میں بند ہو کر کھانا نہیں کھاتا اور نفس کی ہر ایسی خواہش کو سختی سے دبا دیتا ہے جو روزہ کی حالت میں اس کے لئے جائز نہیں۔ پس یہی خشیت الہی تقویٰ ہے اور روزہ کی وجہ سے اللہ اور اس کے بندے کے درمیان ایک خاص تعلق قائم ہو جاتا ہے جس میں غیر کی رسانی نہیں ہوتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”المصوم لی وانا اجزی بہ“

کہ روزہ لایک ایسی منفرد عبادت ہے جو صرف میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

روزہ دار کے لئے روزہ میں طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک حلال چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں تو جو چیزیں ان پر ہمیشہ سے حرام ہیں، ان سے تو وہ بطریق اولیٰ پرہیز کریگا۔ چنانچہ برائیوں سے اجتناب کی یہ تربیت اور ٹریننگ روزہ دار کی پوری زندگی کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگی، جذبات کا جنون ختم ہوگا، نفس زیر ہوگا اور روحانی قوتیں جاگ اٹھیں گی۔ نتیجہ حق کی تالبداری اس کے لئے آسان ہو جائیگی اور احکام ربانی کی قدر و منزلت اس کے دل و دماغ میں گھر کر جائیگی۔

اس لحاظ سے روزہ کو محض فاقہ قرار دینا قطعاً غلط ہوگا۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ وہم ہے کہ چونکہ ابتدائے اسلام میں غربت تھی اس لئے روزے کا حکم دیا گیا (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہمارے پیش نظر ہے :

”ليس الصوم من الاكل والشرب انما الصوم من اللغو والرفث“

”کہ روزہ محض کھانا پینا چھوڑ دینے کا نام نہیں بلکہ اصل میں پیوہ اور گندی باتوں سے پرہیز کا نام روزہ ہے“

نیز فرمایا :

”من لم يبدع قول الزور والجهل والعمل به فليس لله حاجة ان يمدح طعانه وشرابه“

”کہ جو شخص غلط بیانی، جہالت کی باتیں اور جھوٹے حقائق (روزے کی حالت میں) ترک نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ قطعاً اس بات کی ضرورت نہیں کہ (لیسا روزہ دار) اپنا کھانا اور پینا چھوڑ دے۔ (کیونکہ اس کا روزہ رکھنا اور نہ رکھنا برابر ہے)“

ان احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں یہ بات ظہر من الشمس ہے کہ روزہ کو فاقہ کھنا ہرگز درست نہیں بلکہ یہ ایک مستقل اور منفرد عبادت ہے جس کے اثرات انسان کی دنیوی اور اخروی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں۔ اسی لئے قرآن مجید میں اس کی جزا ”علکم ستقون“ (تاکہ تم متقی بن جاؤ) بیان کی گئی ہے۔ متقی اور پرہیزگار وہی ہوتا ہے جو ممنوعات سے پرہیز کرتا، احکام خداوندی کو حرجیوں بناتا اور فرائین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیتا ہے۔ اور شاید روزہ اپنے انہی دو درجہ تہ کی بنا پر ایک عالمگیر حیثیت کا حامل رہا ہے۔ تاریخ عالم کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آج تک جتنے بھی مذاہب گزرے ہیں، روزہ کسی نہ کسی صورت میں سب میں موجود رہا ہے۔ قرآن مجید کے الفاظ ”کما كتب على الذين من قبلكم“ صاف بتل رہے ہیں کہ روزہ ائم سابقہ بھی فرض فرمایا ہے۔

روزہ اور رمضان ! مجمع البیان میں ہے کہ ”سعی رمضان لاند یومض الذنوب“ یعنی اس

بقیہ علیہ السلام صوم گزشتہ) حالانکہ یہ واقعات کے بالکل خلاف ہے۔ سب سے پہلے میں روزے فرض ہوئے اور اسی سال جنگ بدر ہوئی، اور جنگ بدر کے بعد مسلمانوں کی حالت روز بروز بہتر ہوتی چلی گئی، فراخی کے دن آنے لگے۔ اگر روزہ کی فرضیت کی بنیاد غربت ہوتی تو روزے ہجرت سے پہلے ہی فرض ہو جانے چاہئیں تھے جبکہ مسلمانوں کی حالت انتہائی تنگدستی کی تھی۔

ماہ کا نام رمضان اس لئے پڑا کہ یہ مہینہ روزہ داروں کے گناہ جلا کر ختم کر دیتا ہے۔ صاحب قاموس لکھتے ہیں:

”مُحَمَّدٌ رَمَضَانَ لِأَنَّهُ يُخْرِقُ الذَّنْبَ“

کہ ”گناہوں کو جلا کر ختم کر دینے کی وجہ سے اس ماہ کو رمضان کہا جاتا ہے۔“

”رمضان“ کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ سان پر تیر کے پھالے کو رکھ کر دوسرے سوہے سے گونٹنا، تاکہ تیل

تیز اور سیدھا ہو جائے۔ اسی طرح نفس انسانی کو رمضان کے سان پر رکھ کر روزے کے ہتھوڑے سے کوٹا جاتا ہے تاکہ یہ جذباتی نہ ہو بلکہ عقل و حکمت میں تیز ہو، سیدھی راہ پر چلنا اس کے لئے آسان ہو، اور اس کا دل نرم پڑ جائے تاکہ ذکرِ خداوندی اثر کرے۔ چونکہ ایسے پُر مغز معانی کسی اور ماہ کے نام میں نہیں پائے جاتے اور عربی لغت میں ہر چیز کو اس کی اصلیت سے خصوصی مناسبت ہوتی ہے اس لئے عین مناسب تھا کہ روزہ جیسی ریاضتِ نفس ماہِ رمضان میں ہوتی۔

رمضان اور قرآن :

قرآن مجید اسی ماہِ رمضان میں نازل ہوا۔ اور قرآن مجید امت مسلمہ کے لئے ایک ایسی ہدایت اور اپدی نعمت ہے کہ اگر پوری امت مکہ تمام عمر شکرگزاری کا موقع ملتا جائے تو بھی شکر یہ ادا نہیں ہو سکتا، لیکن چونکہ اپنی کوشش ضروری ہے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شکر بجا آوری کا اظہار روزہ سے کرتے تھے اس لئے ضروری ہوا کہ ماہِ رمضان میں روزے رکھے جائیں تاکہ اس نعمتِ عظمیٰ کے حصول پر زیادہ سے زیادہ اظہارِ شکر کیا جاسکے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ

فَمَن شَهِدَ مَنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

کہ ”رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید اتارا گیا، جس میں لوگوں کے لئے ہدایت، دلائل اور معجزے ہیں۔ لہذا اس نعمت کا شکر یہ اسی صورت میں ادا ہو سکتا ہے کہ، جو بھی اس مہینے کو پالے وہ روزے رکھے۔“

احکام و مسائل

مشکوک دن کا روزہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، غبارِ بادل ہو تو مشکوک دن کا روزہ نہ رکھو بلکہ شبانہ کے تیس

رویت ہلال :

رمضان المبارک کے چاند کے لئے ایک اور عید کیلئے دو مسلمان متبع شریعت کی شہادت ہونی چاہیے (ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ وغیرہ)

ضروری وضاحت :

اسلامی تقریبات قمری مہینوں پر منحصر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

”إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ“

کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی گنتی بارہ ہے جن سے چار حرمت کے ہیں اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ حرمت کے چار ماہ صرف قمری ہی شمسی نہیں۔ تیز شمسی مہینوں کا خود ساختہ حساب اسلام ایسے عالمگیر مذہب کے ساتھ نہیں چل سکتا۔ شہروں کے پڑھ لکھے لوگ تو ڈائریاں بھی لکھتے ہیں اور شمسی یا قمری تقویم کا حساب بھی لگا سکتے ہیں، لیکن دیہاتوں، جنگلوں اور پہاڑوں میں ایسے والا انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اسی کے لئے یہی آسان ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھ لیا یا عید منائی اور یہ بات ویسے بھی اسلام کی روح ”الْحَيُّ الْقَيُّومُ“ کے عین مطابق ہے جس پر ہر کس و نا کس عمل کر سکتا ہے کہونکہ یہ دین صرف پڑھ لکھے لوگوں یا شہر میں ایسے والوں کا دین نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان کا دین ہے جو مسائل میں عالم سے زیادہ جاہل اور طاقت ور سے زیادہ کمزور کا لحاظ رکھتا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ موجودہ ترقی یافتہ درجہ میں بھی گھڑیوں اور ڈائریوں کے اسی قد عام ہو جانے کے باوجود ہمارے دیہات کے ایسے والے لوگوں اور بڑے بوڑھوں کو ستاروں سے وقت اور چاند سے تاریخیں معلوم کرنے میں زیادہ آسانی ہے۔ لہذا یہی مناسب تھا کہ روزوں کا حساب بھی قمری مہینوں کے حساب سے ہی رکھا جاتا۔

لہذا اس کے لئے اسلام نے رویت ہلال (بصری) کا اعتبار کیا ہے۔

علاوہ ازیں شمسی مہینوں کا حساب یوں بھی الجھن کا باعث ہوتا کہ بعض علاقوں کے ہمیشہ سردیوں میں روزے رکھتے اور بعض علاقوں کے لوگ ہمیشہ گرمیوں میں، مثلاً ہمارے ہاں نومبر دسمبر ہمیشہ سردیوں میں آتے ہیں اور جون جولائی ہمیشہ گرمیوں میں، اور جب ہمارے ہاں براعظم ایشیا میں سردی ہوتی ہے تو جنوبی امریکہ، آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ کے ملکوں میں سخت گرمی ہوتی ہے۔ لہذا اس سلسلہ میں مساوات قائم نہ رہتی۔ اور یہ بات اللہ ارعم الراعمین کی رحمت سے بعید ہے کہ اپنے بعض بندوں کو انتہائی آسانی بخشے اور بعض کو انتہائی مشقت میں ڈالے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیا چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھتے تھے:

روزہ کی نیت :

روزہ عبادت ہے اور ہر عبادت کے لئے نیت ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے روزہ کی نیت قبل فجر نہ کی اس کا روزہ نہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، دارمی، ابن خزیمہ، ابن حبان، دارقطنی)

ترہائی تیت بدلت ہے !

نیت دل کے ارادے کا نام ہے، زبانی نیت بدعت ہے۔ آج کل جو الفاظ ”وَلَعَمْرُکُ غَدَاةٌ لِّی مِنْ شَهْرِ مُضَانَ“ نیت روزہ کے لئے مروج ہیں، ان کا کوئی ثبوت نہیں۔

سحری کا وقت :

حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سحری اور نماز (اذان) میں پچاس آیات پڑھنے کا وقفہ ہوتا تھا۔ (بخاری)

سحری کھانا سنت اور باعثِ برکت ہے :

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

«تسحروا فان في السحور بركة»

کہ "سحری ضرور رکھاؤ، اس میں برکت ہے۔" (بخاری، مسلم)

کن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

- ۱۔ مجھ کو رکھنا اپنا
۲۔ خوشبو اور سرمہ لگانا
۳۔ مسواک کرنا
۴۔ سر اور بدن پر تیل لگانا
۵۔ آنکھ، ناک یا کان میں دوائی ڈالنا، پھینے لگوانا بشرطیکہ کمزوری کا ڈرتہ ہو۔
۶۔ ہٹل یا کانک چھک کر فوڑا تھوک دینا۔
۷۔ روزہ رکھ کر صبح صادق کے بعد غسل جنابت کرنا
۸۔ اختلام ہونا

۹۔ گودرغبار، کبھی مجھ کا خلق میں اتر جاتا۔ تالاب وغیرہ میں غوطہ کھانا جس سے پانی ناک یا حلق کے ذریعے اندر

چلا نہ جائے۔

۱۰۔ ناک میں بغیر مبالغہ پانی ڈالنا۔

۱۱۔ مسوطے کے خون، یا کلی کے بعد پانی کی تری کا یا دانت میں غیر محسوس ریزوں کا تھوک کے ساتھ اندر

چلے جانا۔

۱۲۔ بیوی کا بوسہ لینا یا محض ہکنا رہونا مگر جو ان کو اس سے پرہیز کا حکم دیا گیا ہے۔ (۱۳) تھے آنا

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؛

۱۔ دانستہ کھانا پینا

۲۔ جماع کرنا

۳۔ خود قے کرنا

۴۔ نسو لینا

۵۔ حقہ سگریٹ پینا

۶۔ ناک میں پانی یا دوائی مبالغہ سے چڑھانا کہ حلق کے

اندہ اتر جائے۔

۷۔ چٹل، قیبت کرنا (اس سے مراد تھکیر ہے)

کفارہ؛

بلا عذر شرعی روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے، اس کی طاقت نہ ہو تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو (بیک وقت) کھانا کھلائے۔ (بخاری)

افطار میں جلدی؛

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

”لا يزال الناس بخير ما عجلوا الفطر“

”کہ جب تک لوگ افطاری میں جلدی کریں بھلائی میں رہیں گے۔“ (بخاری و مسلم)

افطاری کس چیز سے مسنون ہے؛

حضرت انسؓ فرماتے ہیں؛

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز مغرب سے قبل ترکھوروں سے روزہ افطار فرماتے، نہ نہ ہوتیں تو خشک سے اور یہ بھی نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔

افطاری کی دعا۔

اللَّهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَيْكَ رُكْتُ افْطَوْتُ۔

ترجمہ: اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی دیئے سے افطار کیا۔

آج کل جو اس دعا میں ”وبك آمنت وعليك تركت“ کا اضافہ ہوا ہے، غلط ہے، کسی حدیث

میں یہ الفاظ موجود نہیں۔

۴۔ ”ذهب النظماء وابتلت العروق وثبت الاجران شاء الله“ (البداء)

ترجمہ: پیمان بچھ گئی، رگیں آسودہ ہو گئیں اور ان شاء اللہ اجر ثابت ہو گیا۔

مریض اور مسافر:

مریض اور مسافر کو دورانِ سفر درمیانِ روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے مگر بعد میں قضائی ہوگی۔

(قرآن مجید)

شیخ فانی:

اگر کسی مرد اور عورت پر ایسا بڑھاپا آگیا ہے کہ اب طاقتور اور تندرست ہونے کی توقع نہیں تو وہ روزہ نہ رکھیں، روزانہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں۔ (قرآن مجید)

حاملہ اور مرضیہ:

ا۔ حاملہ اور مرضیہ کو اگر خوف ہو کہ روزہ سے بچہ کو نقصان پہنچے گا تو اس کو بھی روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے۔ (البداء، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

ب۔ روزانہ ایک مسکین کو کھانا کھلائے اور اگر ممکن ہو تو بعد میں قضائی بھی دے (ابن کثیر)

فضائل روزہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روزے کے بہت سے فضائل احادیث میں منقول ہیں۔ چند احادیث درج ذیل ہیں۔

گناہوں کی معافی:

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”من صام رمضان ايماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه“
”جو شخص رمضان کی حالت میں نیکی کے شوق سے روزہ رکھے اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے جنت میں داخل کیے لئے خاص دروازہ:

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

”في الجنة ثمانية ابواب منها ما يسمى التيمان لا يدخله الا الصائمون“

”کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں، ان میں سے ایک کا نام تیمان ہے جس سے صرف روزہ دار ہی

داخل ہوں گے۔“

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے :

”ابن آدم کے تمام عمل دس گن سے سات سو گن تک شمار ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، مگر روزہ، کہ وہ میرا ہے اور میں ہی اس کی جزا بھی دیتا ہوں۔ اس نے میری خاطر اپنی شہوت اور کھانا پینا چھوڑا، روزہ کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں، ایک افطاری کے وقت اور دوسری خداوند کریم سے ملاقات کے وقت، روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری سے زیادہ پسندیدہ ہے اور روزہ ڈھال ہے، تو جب کسی کا روزہ ہو تو نہ عمرتوں سے میل ملاپ کرے اور نہ ہی شور مچائے، اگر کوئی گالی دے یا جھگڑے تو کھدے کہ میں روزہ دار ہوں۔“

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ روزہ طحّال ہے لیکن اسے چھڑا نہ دے، پوچھا گیا، یا رسول اللہ! چھڑا ناکیسا؟ فرمایا کہ تھوٹ اور غیبت سے! (جمع الفوائد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کرتے ہیں :

”روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کرتے ہیں، روزہ کہتا ہے کہ میں نے اسے کھانے اور پینے سے روکا ہے، میری سفارش قبول فرمائیں اور قرآن مجید کہتا ہے کہ میں نے اسے رات کو نیند سے روکا ہے، میری سفارش مان لیں، اللہ تعالیٰ دونوں کی سفارش قبول فرماتے ہیں۔“ دیہی شعبی لایمن روزہ سے معرفت الہی پیدا ہوتی ہے :

روزہ کی تین سیٹیجیں ہیں، پہلی یہ کہ انسان کھانے پینے سے پرہیز کرے، دوسری یہ ہے کہ روزہ ہر قسم کے گناہوں سے بچے اور تیسری اور آخری سیٹیج یہ ہے کہ دنیاوی، پرانڈہ خیالات سے منہ موڑ کر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے۔

چنانچہ علامہ محمد بن احمد المحلی المتوفی ۸۵۰ھ کہتے ہیں :

”روزے کی عمومی حیثیت یہ ہے کہ انسان، پیٹ، شرم گاہ اور ہر عضو کی خواہش کو دبائے، اس کی خصوصی صورت یہ ہے کہ کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں بلکہ تمام اعضاء کو گناہوں سے روکے لیکن اس کی آخری سیٹیج یہ ہے کہ روزے دار خداوند تعالیٰ سے غافل کر دینے والی ہر شے سے بے نیاز ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کرے۔ بس اسی پیدا شدہ صورت سے معرفت الہی پیدا ہوتی ہے اور یہ سب کچھ خداوند تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر جھوکا رہنے سے حاصل ہوتا ہے۔

روزے سے دماغی قوتیں بڑھتی ہیں :

جب صحت درعت ہو تو دماغ بھی صحیح کام کرتا ہے اور صحت کا انحصار معدہ کی درستی پر ہے جبکہ کھانے پینے کی پرہیز معدہ کو درست رکھنے کی بنیاد ہے۔ لہذا روزے سے دماغی قوتوں میں خوب اضافہ ہوتا ہے۔ مزید برآں روزہ براہ راست بھی دماغ پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جگر کا کہنا ہے کہ جب معدہ پر ہو جائے تو دماغی قوتیں کام نہیں کرتیں اور جب معدہ خالی ہو تو تمام جسمانی قوتیں اپنا اپنا کام شروع کر دیتے ہیں۔

حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

”يَا بُنَيَّ إِذَا امْلَأْتَ الْمَعْدَةَ خَسِرْتَ الْفِكْرَةَ وَخَسِرْتَ الْحِكْمَةَ وَقَعَدَتِ الْأَعْمَالُ مَعِيَ الْبَلَاءُ“

کہ اے میرے بیٹے، جب معدہ بھر جاتا ہے تو عقل و فکر کا مادہ سو جاتا ہے، حکمت کو بھی ہو جاتی ہے اور اعضاء عبادت سے کترانے لگتے ہیں۔“

علامہ محمد بن عبدالرحمان بخاریؒ کہتے ہیں کہ:

پیٹ کے مناسب بھوکا رہنے سے کئی قسم کے حواس کی بھوک زائل ہو جاتی ہے۔ اور اس کے سیر ہونے سے ہنک، زبان، ہاتھ اور شرمگاہ بھوکے ہو جاتے ہیں۔ لہذا پیٹ کو مناسب بھوکا رکھنا ہی بہتر ہے جو ان حواس کی سیری کا باعث ہے۔“

_____ اور پیٹ کو مناسب بھوکا رکھنے کے لئے روزے سے بہتر کوئی طریقہ نہیں!

روزہ ایک دوسرے سے ہمدردی سکھاتا ہے:

جب بھوک ستاتی ہے تو دل میں ان لوگوں کا احساس پیدا ہوتا ہے جو اکثر بھوکے رہتے ہیں۔ روزہ کی وجہ سے روزہ دار کے دل میں اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے ہمدردی کا جذبہ ابھر آتا ہے۔ رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے ایک طویل حدیث میں مجاہد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، ذکر ہے کہ:

”وَعَشْرُ شَهْرِ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُ الْجَنَّةِ وَشَهْرُ الْمَنَاسَاةِ شَهْرُ مِيزَانِ نَفْسٍ مَخْرُوقٍ الْمُؤْمِنِ“

(مشکوٰۃ، بحوالہ بیہقی)

”رمضان صبر کا مہینہ ہے جس کا ثواب جنت ہے اور یہ ہمدردی کا مہینہ ہے، اس میں ایماندار کا رزق بڑھ جاتا ہے۔“

الغرض روزہ سے ہمیں دینی و دنیوی اور ابدی اور وقتی ہر قسم کے فوائد میسر آتے ہیں۔ خدا کرے ہم روزے اور رمضان کی تمام سعادتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ سکیں، آمین!